مولانا حافظ قاری سعید الرحمٰن سعید شہید اور مولانا شیر عالم حقانی شہید کی شہادت

محترم قارئین کرام! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ان دنوں افغانستان میں طالبان انتہائی جواں مردی بہادری اور جفاکشی کے ساتھ جہاد میں مشغول ہیں۔ اور برق رفتاری کے ساتھ غاصبوں سے اپنی سرزمین آزاد کر رہے ہیں۔ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنے خون کا نذرانہ بارگاہ ایزدی میں پیش کر رہے ہیں۔ چنانچہ 12 ستمبر 96ء جمعہ کی شب جلال آباد شہر کی تاریخی فتح کے بعد دارالعلوم حقانیہ کے سینکڑوں طلبہ شہر کی حفاظت کے لئے افغانستان تشریف لے گئے۔ انہیں نوجوانوں میں سے دورۂ حدیث شریف کے دو طلباء نے جام شہادت نوش کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنال مولانا حفظ قاری سعید الرحمان سعید ایک عظیم مجاہد محنتی طالب علم پرہیز گار متقی اور اپنے اساتذہ کے انتہائی تابع فرمان اور خدمت گزار تھے۔ چہرے پر ہر وقت بشاشت اور تبسم کے آثار نمایاں ہوتے۔ تو جوں ہی آپ کی شہادت کی الم ناک اور درد ناک اور درد انگیز خبر دارالعلوم حقانیہ کو پہنچی۔ تو تمام اساتذہ اور طلبہ پر یہ خبر ایک صاعقہ بن کر گری۔ اور تمام دارالعلوم پر گویا سکتے کا عالم طاری ہوگیا۔ بندہ کے لئے تو آپ کی شہادت کا سانحہ اپنے ذاتی سانحے سے کسی طور بھی کم نہیں۔ کیونکہ شہید موصوف گذشتہ پندرہ سال سے میرے ہم درس ہم سبق اور حفظ قرآن سے لیکر دورۂ حدیث تک۔ ساتھی چلے آرہے تھے۔ آگرچہ ان کا گھر دارالعلوم حقانیہ کے قریب ہی مہاجر کیمپ میں تھا۔ لیکن آپ کا زیادہ وقت دارالعلوم ہی میں بسر ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ تعطیلات رمضان میں بھی دارالعلوم ہی میں مقیم رہتے۔ شہادت کی رات آپ جلال آباد ایئرپورٹ کی حفاظت پر مامور تھے۔ اور دشمن کے ممکنہ حملہ کے پیش نظر آپ اور مولوی شیر عالم شریک دورۂ حدیث کے ساتھ نگرانی کر رہے تھے۔ کہ اچانک بم دھماکے ہوئے دونوں موقع پر ہی شہید ہوگئے۔ اور اپنے مقدس اور پاکیزہ خون سے اپنی سرزمین کی حنا بندی کی۔ دارالعلوم حقانیہ کے یہ قابل فخر مایہ ناز سپوت اور اپنے وقت کے قاسم و محمود طارق و موسیٰ اور سلطان ٹیپو جیسے اوصاف کے حامل فضلاء طلبہ اور علماء گذشتہ اٹھارہ برسوں سے قربانیوں پر قربانیاں دیتے چلے آرہے ہیں اور انہوں نے جو کردار ادا کیا ہے اور کر رہے ہیں وہ تاریخ کا ایک زرین باب ہے۔ جس کا اقرار ماسکو ریڈیو بار بار کرچکا ہے اور دوست ہیں یا دشمن وہ تمام اس بات کے قائل ہیں۔ دارالعلوم حقانیہ کو اس بات پر فخر ہے کہ اس کے فرزند مصنفین مدرسین سیاستدان پارلیمنٹرین مفتین قضاۃ اور خطباء کے ساتھ غازی مجاہد اور راہ خدا میں جان کا نذرانہ دینے والے شہداء بھی ہیں۔

اس میکدۂ علم و دانش سے سینکڑوں تشنگان علم و معرفت کی آب حیات پیتے رہے انہیں میں سے جناب سعید الرحمان حقانی و جناب شیر عالم حقانی بھی سیراب و مخمور ہو کر جہاد کے نشے سے سرشار ہوکر نکلے۔ اور حقانی شہداء کی طویل فہرست میں اپنی جگہ بنالی۔ نماز جمعہ کے بعد دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبہ نے اپنے شہید بھائی کی رنگین لاش کو تاصبح قیامت آہوں اور سسکیوں کے ساتھ الوداع کہی۔ اور تمام حاضرین نے شہادت دی۔ کہ اے خداوند کریم گواہ رہنا۔ تیرے دین کی سربلندی اور تیری رضا کے لئے ہم یہ معصوم اور فرشتہ صورت طالب علم زمین کی گود کو سپرد کر رہے ہیں۔ ان کے پاکیزہ خون اور پاکیزہ جذبے کی لاج رکھنی ہے۔ اور اب اس لہو کی آبرو رکھنی ہے۔ غمزدہ ماؤں نے اپنے جگر گوشے قربان کئے ہیں۔ ان کو ضائع نہ ہونے دینا ہے۔ اور اے روح محمدؐ تیری امت میں اب بھی حیدر کرار اور رسم شبیری ادا کرنے والے موجود ہیں۔ جو تیرے دین کی کھیتی کو مسلسل اپنے خون سے سیراب کر رہے ہیں۔

سلام اس ذات پر جس کے پریشاں حال دیوانے
سنا سکتے ہیں اب بھی خالد و حیدر کے افسانے

وقت کے نمرودوں کو ہم خبردار کر رہے ہیں کہ ابھی ابراہیم کا ایمان زندہ ہے بدر وحنین کی تاریخ اب بھی دہرائی جاسکتی ہے اپنے اسلاف کی طرح اخلاف بھی درخشندہ کارنامے سرانجام دے سکتے ہیں۔ مادر علمی حقانیہ کی گود ابھی ہری بھری ہے اور اسلام کی حفاظت کے لئے اس قلعے میں کئی لشکر کے لشکر جواں اور پل رہے ہیں۔ عقابی روح زندہ ہے وقت کے کرگسوں کے شکار کے لئے۔

جناب حافظ سعید الرحمان اور جناب مولوی شیر عالم نے اپنا مقام اور اپنی منزل پالی ہے اور ہم تو صرف "اک تمنائے خام اور شہید آرزو" ہی ہیں۔ اور اپنے بارے میں صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ ؎

گلگونہ عارض ہے نہ ہے رنگ حنا تو
اے خوں شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا

ولاتقولو لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء